# یارک یونیورسٹی (ٹورانٹو) میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

## حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں اپنا خطاب فرمایا۔ خطاب کا موضوع تھا: "Justice in an unjust world"۔ اس خطاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کا آغاز بسم اللہ الرحمان الرحیم سے فرمایا اور اس کے بعد تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا۔

**بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

آج ہمارے گرد دنیا مسلسل تبدیل ہورہی ہے اور ترقی کی جانب گامزن ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں تو بلاشبہ غیر معمولی ترقی ہوئی ہے۔ تکنیکی ترقی کو لیں تو روز بروز جدید تکنیکی اور سائنسی ایجادات ہورہی ہیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ترقی ہورہی ہے۔ مثلاً جدید ذرائع مواصلات اور الیکٹرانکس میں مسلسل تیزی سے ترقی ہورہی ہے اور اس ترقی اور ریسرچ سے ہماری زندگیوں میں کافی آسانیاں پیدا ہورہی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان اپنی عقل اور ذہانت کو استعمال کرکے آگے بڑھا ہے اور اپنی مہارت، پیداوار اور سہولیات میں اضافہ کیا ہے۔ تاہم یہ بہت افسوس کی بات ہے کہ جہاں انسانیت تیز رفتاری سے ترقی کررہی ہے وہاں اس میں دُوریاں پڑ رہی ہیں اور مسلسل تفرقہ کا شکار ہورہی ہے۔ عالمی امن اور استحکام دن بدن تباہ ہو رہا ہے اور خطروں سے گھِر رہا ہے۔ بعض ممالک کے حکمران اور حکومتیں اپنی عوام کے حقوق مہیا کرنے میں ناکام ہورہی ہیں اور ان پر شدید مظالم کررہی ہیں اور ناانصافی برت رہی ہیں، جس کے ردّعمل میں عوام بھی ان کی مخالفت میں اُٹھ رہی ہے اور باغی گروہ بن رہے ہیں اور اس قسم کے متنازعہ علاقے دہشتگردوں اور انتہاپسندوں کے لئے زرخیز میدان بنے ہوئے ہیں۔ اس طرح ایسے گروہوں نے بہت سے ممالک میں اپنی جڑیں پکڑ لی ہیں۔ بعض ایسی مثالیں بھی ہیں کہ جن ملکوں میں خانہ جنگی ہورہی ہے وہاں بعض بیرونی طاقتیں ان ملکوں کے حکمرانوں کی مدد کررہی ہیں جبکہ بعض باغی عناصر کی مدد کررہی ہیں۔ چنانچہ دونوں گروہوں کو ظاہری اور خفیہ طور پر بیرونی معاونت حاصل ہے۔ اور اس کے نتائج ہم سب خون خرابہ، فساد اور معصوم لوگوں کے بہیمانہ قتل وغارت کی صورت میں دیکھ رہے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جہاں جدید ٹیکنالوجی اچھائی کی محرک بنی ہے، وہاں اسے برائی اور تباہی کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ ایسی ٹیکنالوجی بھی حاصل کرلی گئی ہے کہ ایک بٹن کے دبانے سے قومیں صفحۂ ہستی سے مٹ سکتی ہیں۔ میں وسیع تباہی مچانے والے ہتھیاروں کی طرف اشارہ کررہا ہوں جو ہماری سوچ سے بھی بڑھ کر دہشت، تباہی اور بربادی کرنے کے قابل ہیں۔ ایسے ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں جو کہ نہ صرف موجودہ تہذیب کو تباہ کرسکتے ہیں بلکہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی دُکھ اور تکلیف ہی چھوڑیں گے۔ موجودہ دور میں ہم معاشرے کی بہت سے طبقات میں دوہرے معیار اور منافقت دیکھ رہے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بدامنی، ان لوگوں کے لئے جو انسانیت کا درد رکھتے ہیں، سب سے بڑا مسئلہ ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

احمدیہ مسلم جماعت عالمگیر کے امام ہونے کی حیثیت سے یہ وہ مسئلہ ہے جو کہ مجھے ہر دوسرے مسئلہ سے زیادہ پریشان کئے ہوئے ہے۔ بطور ایک مسلمان رہنما، میرے لئے یہ ذاتی طور پر تکلیف کا باعث ہے کہ آج جو فساد برپا ہے اس کا مرکز نام نہاد مسلمان ہیں اور اس تمام فساد کو اسلام سے منسوب کیا جارہا ہے۔ ایک طرف تو زیادہ تر جنگیں اور جانوں کا نقصان مسلمان دنیا میں ہو رہا ہے جبکہ دوسری طرف نام نہاد مسلمانوں نے اپنی دہشت کا دائرہ مزید پھیلا دیا ہے اور یہاں مغرب میں بھی معصوم لوگوں کو نشانہ بنارہے ہیں۔ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے نفرت انگیز اور بُرے اعمال کو اسلام کے نام پر جائز قرار دے رہے ہیں۔ اسلام کی خدمت کرنے کی بجائے، یہ تمام اسلام کے نام کو بدنام کرنے کے درپے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کے لفظ کا مطلب ہی امن، تحفظ اور محبت ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس لحاظ سے ہمیں یہ ماننا ہوگا کہ یا تو دہشتگردوں اور انتہاپسندوں کے مذموم اقدامات کلیۃً اسلام کی تعلیمات کے مخالف ہیں یا پھر یہ ماننا ہوگا کہ امن کی بجائے اسلام حقیقتاً ایسا مذہب ہے جو انتہاپسندی اور فساد کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ جاننے کے لئے کہ ان دونوں مخالف بیانات میں سے کون سا ٹھیک ہے، ہمیں بہرصورت اسلام کی حقیقی تعلیمات دیکھنا ہوں گی۔ ہمیں اسلام کے بنیادی مآخذ یعنی اس کی مقدس کتاب قرآن مجید کو دیکھنا ہوگا اور مزید یہ کہ اس کے بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو دیکھنا ہوگا۔ اس لئے جو وقت میسر ہے اس میں آپ کے سامنے میں اسلام کی حقیقی تعلیم پیش کرتا ہوں جس کے بعد آپ بہتر طور پر سمجھ سکیں گے کہ دنیا میں موجود تفرقہ اور فساد اسلامی تعلیم کے باعث ہے یا پھر اس کی وجہ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے دُوری ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی چند لفظوں میں دنیا اور تمام قوموں کے درمیان امن قائم کرنے کی بنیاد بیان فرمادی تھی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے کے لئے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ میرے خیال میں یہ ازلی ابدی اصول آج بھی وہی اہمیت رکھتا ہے جیسے کہ ماضی میں رکھتا تھا۔ یقیناً ہر انسان اپنے لئے امن اور تمام پریشانیوں اور دکھوں سے خلاصی پسند کرتا ہے۔ ہر انسان امید کرتا ہے کہ اس کے پاس پُرسکون زندگی کے ذرائع ہوں جس میں سختیاں نہ ہوں۔ ہر انسان اچھی صحت چاہتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگیوں سے تلخی اور درد کو دُور کرسکے۔ ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ معاشرے میں اس کا ایک اچھا مقام ہو اور دوسروں سے عزت ملے۔ اسی طرح ہر حکومت اور ہر قوم بھی ایسی خوشحالی اور ترقی چاہتی ہے۔ تاہم کتنی قومیں اور کتنے ممالک ہیں جو درحقیقت دوسروں کے لئے بھی امن، ترقی اور کامیابی چاہتے ہیں؟ زبانی دعووں کی حد تک تو یہ کہنا بہت آسان ہے کہ ہاں ہم دوسروں کے لئے بہتر چاہتے ہیں۔ تاہم عملاً یہ بہت زیادہ مشکل اور دشوار ہے۔ جہاں بھی فائدہ کی بات ہو، اکثر لوگ اپنے مفاد اور اپنی بھلائی کو دوسروں کے حقوق پر فوقیت دیتے ہیں۔ یہ انفرادی سطح پر بھی سچ ہے اور اجتماعی طور پر قومی سطح پر بھی۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

افسوس ہے کہ آج ہمیں بے غرضی کی بجائے خودغرضی ہی نظر آتی ہے۔ اکثر لوگ اور قومیں اپنے حقوق کو فوقیت دیتے ہیں اور اپنے مقاصد اور خواہشات پوری کرنے کی خاطر دوسروں کے حقوق پامال اور غصب کرنے پر تیار ہوتے ہیں۔ مسلمان دنیا میں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حکمران اور عوام نے اپنے مذہب کی حقیقی تعلیمات چھوڑ دی ہیں اور فتنہ وفساد میں پڑے ہوئے ہیں۔ مختصر یہ کہ حکمران اپنی عوام کو تحفظ دینے اور ان کے حقوق قائم کرنے کے فریضہ میں ناکام ہوچکے ہیں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے باغی گروہ بھی درست اور انصاف کے طریق سے بھٹک گئے ہیں۔ ہم بار بار مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا کی اہم طاقتیں انصاف اور استحکام کے رستہ پر چلنے کی بجائے صرف اپنے مفادات حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔ وہ مسلمان حکومتوں کی مدد یا مخالف گروہوں کی مدد کا فیصلہ کریں، اس کی بنیاد اس پر نہیں ہوتی کہ کیا ٹھیک اور درست ہے، بلکہ اس پر ہوتی ہے کہ کون سا گروہ ان کے مفادات بہتر طور پر پورے کرسکتا ہے۔ جبکہ اسلام تو کہتا ہے کہ جیسے ہم اپنی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں، بالکل اسی طرح ہمیں دوسروں کی بہتری اور ان کے حقوق ادا کرنے کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر اس سنہری اصول پر عمل کیا جائے تو اس سے دنیا میں حقیقی امن اور تحفظ کی راہ ہموار ہوگی۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اسلام امن قائم کرنے کے لئے امانتوں کے حق پورے کرنے پر بھی بہت زور دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی سورہ نساء آیت نمبر 59 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان حکومت کرو تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو۔ یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں مسلمانوں کو واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ ان امانتوں کا حق ادا کریں جو ان کو دی گئی ہیں۔ ان میں وہ امانتیں اور عہد بھی شامل ہیں جو انفرادی سطح پر کئے جاتے ہیں اور وہ بھی جو اجتماعی سطح پر کئے جاتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

جہاں تک ذاتی امانتوں کا تعلق ہے تو انسان کو نہ دوسروں کی املاک اور حقوق غصب کرنے چاہئیں اور نہ ہی دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے رُوگردانی کرنی چاہئے۔ جہاں تک اجتماعی امانتوں کا تعلق ہے تو اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ عوام، ریاست کے لئے ایسے نمائندے منتخب کرے جو ان کے خیال میں قوم کا حقیقی سرمایہ ہوں۔ جب انتخاب اور نامزدگی کا موقع آئے تو یہ نہ ہو کہ صرف اپنے اتحادی اور پارٹی ممبر کو ہی ووٹ دینا ہے، بلکہ چاہئے کہ وہ یہ دیکھے کہ جس عہدہ کے لئے انتخاب کیا جارہا ہے اس کے لئے کون زیادہ موزوں اور قابل ہے۔ اس کے بعد جو منتخب ہوجائیں اور جنہیں حکومت کی کلید سپرد کردی جائے تو پھر انہیں اپنے فرائض مکمل دیانتداری اور انصاف سے ادا کرنے چاہئیں۔ پس یہ تعلیم جمہوریت کا وہ معیار ہے جسے اسلام بڑے فخر سے پیش کرتا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

ہر معاشرے میں ہر فرد کے ذمہ بعض امانتیں اور فرائض ہوتے ہیں اور معاشرے کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ عام شہری اور حکمران ایک دوسرے کے فرائض حقیقی انصاف سے ادا کریں۔ اگر مسلمان دنیا ان اصولوں پر عمل کرتی تو ہم وہ فتنہ وفساد نہ دیکھتے جس کی لپیٹ میں آج کئی ملک آچکے ہیں۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

میں ذاتی طور پر یقین رکھتا ہوں کہ اس قرآنی اصول کی عالمگیر اہمیت ہے اور صرف مسلمان دنیا کے لئے نہیں بلکہ یہ تمام دنیا کے لئے مفید ہے۔ تمام ملکوں کے شہریوں کو اپنی پارلیمان اور اسمبلیوں کے لئے ایسے افراد کو منتخب کرنا چاہئے جن کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ قوم کی بہتری اور ترقی کے لئے کام کریں گے۔ جہاں افراد یا کسی مخصوص پالیسی کے لئے ووٹ دینے کا معاملہ ہو وہاں ذاتی تعلقات اور پارٹی کی پیروی کرنے کی بجائے یہی رہنما اصول اپنانا چاہئے۔ اگر ملکی رہنما کرپٹ اور ذاتی مفادات پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے اپنے لوگوں کی ترقی کے لئے کوشش کرنے والے ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ لوگ اپنی حکومتوں کے خلاف کھڑے ہوں یا خانہ جنگی اور اختلافات بڑھیں۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اس سے بڑھ کر پھر بڑی طاقتوں اور اقوام متحدہ جیسے عالمی اداروں کو بھی عہدوں اور امانتوں کے حق ادا کرنے کا یہ اصول ہمیشہ مقدم رکھنا چاہئے۔ کمزور ملک ہمیشہ بڑی طاقتوں سے مدد لینے پر مجبور ہوتے ہیں اس لئے بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ اپنی اس امانت کا حق ادا کریں جو کمزور ممالک نے ان کے سپرد کی ہوئی ہے۔ بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ پسماندہ ممالک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں مدد کرنے کی مخلصانہ کوشش کریں اور انہیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ کمزور ممالک کی ترقی اور خوشحالی میں ہی دنیا کا فائدہ ہے۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

اسی طرح اقوامِ متحدہ میں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ بعض ممالک تو اپنی ناجائز طاقتوں کا اظہار کرتے پھریں یا سیکیورٹی کونسل کے مستقل ممبران صرف ذاتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے طریق پر ویٹو کا حق استعمال کریں جس سے اکثریت کا مفاد خطرہ میں پڑ جائے۔ بلکہ اقوامِ متحدہ کے تمام ممبران کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر کام کریں اور دنیا میں امن وسلامتی کے قیام کے عہد کو پورا کریں جس پر اس ادارے کی بنیاد رکھی گئی تھی۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

پس یہ قومیں نہ تو اپنے عہدوں کو پورا کر رہی ہیں اور نہ ہی عدل وانصاف کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ حال ہی میں اقوام متحدہ کے سابق اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری Anthony Banbury نے ایک آرٹیکل شائع کیا جس میں انہوں نے اقوام متحدہ (جہاں وہ خود کام بھی کر چکے ہیں) کی اپنے مقاصد میں ناکامی کا ذکر کیا۔ وہ نیویارک ٹائمز میں لکھتے ہیں: مَیں اقوام متحدہ سے پیار کرتا ہوں مگر وہ ناکام ہو رہی ہے۔ بیوروکریسی بہت زیادہ ہے اور نتائج بہت کم۔ اقوام متحدہ کے اصولوں اور مقاصد پر عمل کرنے کی بجائے یا حقیقت کو بنیاد بنانے کی بجائے بہت سے فیصلے سیاسی وجوہات کی بناء پر کر دیئے جاتے ہیں۔

پھر لکھتے ہیں: اگر اقوام متحدہ اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کی ازسرِنو تجدید کی ضرورت ہے جہاں ایک بیرونی کمیٹی ہو جو سسٹم کی نگرانی کرے اور مناسب تبدیلیوں کی سفارش کرے۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

پس اقوام متحدہ کے قریبی بھی اب اعلانیہ اس کی کمیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ یہ دنیا کا امن اور سلامتی برقرار رکھنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ جہاں تک مغربی ممالک کی غلط خارجہ پالیسیوں کی بات ہے تو اس کی گزشتہ سالوں میں تازہ مثال 2003ء میں ہونے والی عراق کی جنگ ہے۔ یوکے کے سابق وزیر خارجہ David Miliband جو اس وقت انٹرنیشنل ریسکیو کمیٹی کے صدر ہیں نے کچھ عرصہ پہلے عراق کی جنگ کے دیرینہ اثرات کے حوالہ سے بات کی۔ عراق میں دہشتگردی اور مستقل عدم استحکام کے حوالہ سے اخبار The Observer کو انٹرویو دیتے ہوئے David Miliband صاحب نے کہا: عراق کی موجودہ صورتحال کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ عراق پر ہونے والا حملہ یا اس کے بعد کے حالات کو خاص طور پر دیکھا جائے۔ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا صدام حسین عراق کو متحد رکھ سکتا تھا یا داعش جیسی تنظیموں سے عراق کو بچا سکتا تھا تو انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ اس کا معمولی امکان تھا۔ یہ بیان سابق ممبر برٹش پارلیمنٹ کا ہے جنہوں نے عراق جنگ کے حق میں ووٹ دیا تھا۔

اسی طرح ایک مشہور کالم نگار Paul Krugman نے حال ہی میں نیویارک ٹائمز میں لکھا کہ کہ عراق کی جنگ کوئی معصومانہ غلطی نہ تھی۔ یہ ایک ایسا معرکہ تھا جس کی بنیاد انٹیلیجنس کی خبروں پر رکھی گئی تھی جو بعد میں غلط نکلیں۔ عوام کی تسلی کے لئے جو دلائل دیئے گئے وہ صرف اور صرف بہانے اور جھوٹے بہانے تھے۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

چنانچہ جن لوگوں نے ابتدائی طور پر عراق کی جنگ کی حامی بھری یا وہ جو اقوامِ متحدہ کے حامی تھے وہ بھی اپنی غلطیوں اور ان کے بھیانک نتائج تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ ایسی ناانصافیوں نے دنیا کے امن کو تباہ وبرباد کر ڈالا ہے اور داعش جیسی دہشت گرد تنظیموں کو حکمران بننے اور آگے بڑھنے کے قابل بنا دیا ہے۔ ایسے گروہ اب نہ صرف مسلم دنیا بلکہ ساری انسانیت کے لئے خطرہ بن گئے ہیں۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

لیکن ابھی بھی نہیں لگتا کہ دنیا ماضی کے سبق سے کچھ سیکھ رہی ہے۔ وزارت خارجہ کی غیر منصفانہ پالیسیاں ابھی بھی غالب ہیں اور مختلف ممالک میں جنگ بھڑکا رہی ہیں جس کے نتیجہ میں معصوم بچوں، عورتوں اور مردوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ بعض بڑی طاقتیں اپنے کاروباری مفادات کو ہر چیز پر فوقیت دیئے ہوئے ہیں اور دوسرے ملکوں کو جدید ترین اسلحہ بیچ رہی ہیں باوجود اس کے کہ صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ اسلحہ معصوم لوگوں کو ناکارہ کرنے اور اَن گنت جانوں کے ضیاع کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ میں جو بھی کہہ رہا ہوں کوئی ڈھکی چھپی یا نئی بات نہیں بلکہ یہ باتیں ایک عرصہ سے عام ہیں۔ مثلاً بعض مغربی ممالک سعودی عرب کو مسلسل اسلحہ بیچ رہے ہیں جو یمن کے لوگوں کو ٹارگٹ کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ کسی مسلمان ملک کے پاس اتنے بڑے پیمانے پر اسلحہ بنانے والی فیکٹریاں نہیں جو ایسے جان لیوا اور جدید ہتھیار بنا سکیں۔ پس مغربی ممالک ہی ان کا ذریعہ ہیں۔ بعض بڑی طاقتیں مسلمان حکومتوں کو اسلحہ بیچ رہی ہیں جبکہ دوسری حکومتیں انہی ملکوں میں باغی عناصر کو اسلحہ بیچ رہی ہیں۔ پس ہر دو فریق کو بیرونی طور پر اسلحہ اور مدد فراہم کی جا رہی ہے۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

عام فہم بات ہے کہ اگر اسلحہ کی یہ تجارت روک دی جائے تو مسلمان ممالک کے پاس ایک دوسرے سے لڑنے کے لئے کوئی اسلحہ نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ بعض مغربی ممالک کے تجزیہ نگاروں نے بھی اس قسم کی عالمی تجارت کرنے والوں کی منافقت اور اخلاقی گراوٹ پر آواز اٹھائی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر اس تجارت کے متعلق سوال کیا جائے تو حکومتیں یا تو ایسے سوالات کو بالکل ہی نظر انداز کر دیتی ہیں یا ایسے کاموں کو جائز قرار دینے کی کوشش کرتی ہیں جو کہ صریحاً ناجائز ہیں۔ اگر انہیں کسی بات کی فکر ہے تو یہ کہ ان کے چیک کلیئر ہوں تا کروڑوں ڈالرز ان کے قومی بجٹ میں شامل ہو سکیں۔ مختصر یہ کہ پیسہ بولتا ہے اور اخلاقیات کا نام ونشان بھی دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اب ایسے ماحول میں زمین پر امن کیسے قائم ہو سکتا ہے جہاں دہشتگرد تنظیمیں کثیر تعداد میں بھاری اسلحہ اور فنڈز حاصل کرنے میں مسلسل کامیاب ہوتی نظر آ رہی ہیں۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

میں اکثر یہ سوال اٹھاتا ہوں کہ دہشتگرد تنظیم داعش کے لئے یہ کیسے ممکن ہوا کہ وہ اتنی امیر ہو گئی۔ وہ اپنے کروڑوں ڈالرز کہاں سے حاصل کرتی ہے؟ اس کی فنڈنگ ابھی تک کیوں نہیں روکی گئی؟ وہ کس طرح تیل کی تجارت اور اسلحہ خرید رہے ہیں؟ مغربی طاقتوں اور اقوام متحدہ نے تو طاقتور ملکوں پر بھی نہایت سخت پابندیاں لگائی ہوئی ہیں لیکن اس کے باوجود وہ داعش جیسی تنظیموں کی فنڈنگ کو نہیں روک سکے؟ اب اس قدر تاخیر کے بعد بھی جب داعش کی فنڈنگ روکنے کی کوشش کی جا رہی ہے تب بھی وہ کروڑوں ڈالرز کما رہے ہیں۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

حال ہی میں کینیڈا کے وزیر برائے امن عامہ (Public Safety) نے اعلان کیا ہے کہ وہ آئندہ داعش کو اسلامی مملکت کے نام سے کبھی نہیں پکاریں گے۔ انہوں نے کہا ہے کہ داعش نہ تو اسلام ہے اور نہ ہی کوئی مملکت ہے۔ ان کا یہ بیان بہت عمدہ تھا اور اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ مغربی ممالک اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایسے جنگ وجدل کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ تاہم ان گروپس کی فنڈنگ اور نشوونما کو روکنے کے لئے مؤثر طریقے اختیار نہیں کئے گئے۔

**حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

میں نے دنیا میں جاری عدل وانصاف کی کمی کے متعلق تفصیلی بات کی ہے اس لئے اب میں بیان کروں گا کہ اسلام کے نزدیک عدل کے کیا معنی ہیں؟ جیسا کہ وقت محدود ہے میں قرآن کریم کی دو آیات بیان کروں گا جو کہ اسلام کی بے نظیر عدل اور انصاف کی تعلیم پر روشنی ڈالتی ہیں۔ سورۃ نساء کی آیت نمبر 136 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ایماندارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے (اور) اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔ گو (تمہاری گواہی) تمہارے اپنے (خلاف) یا والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف (پڑتی) ہو۔ اگر وہ (جس کے متعلق گواہی دی گئی ہے) غنی ہے یا محتاج ہے تو (دونوں صورتوں) میں اللہ ان دونوں کا (تم سے) زیادہ خیرخواہ ہے۔ اس لئے تم (کسی ذلیل) خواہش کی پیروی نہ کیا کرو۔ تا عدل کر سکو اور اگر تم (کسی شہادت کو) چھپاؤ گے یا (اظہارِ حق سے) پہلوتہی کرو گے تو (یاد رکھو کہ) جو کچھ تم کرتے ہوئے اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

اس سورۃ میں مسلمانوں کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے خلاف اور اپنے گھر والوں کے خلاف بھی گواہی دینے کے لئے تیار رہیں تا کہ سچ کا بول بالا ہو اور عدل قائم

ہوسکے۔ ایک مسلمان کی سچائی کے ساتھ وابستگی ہر چیز سے بالا ہونی چاہئے۔ اسی طرح سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اے ایماندارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے ایستادہ ہوجاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو، وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

مسلمانوں کو اپنے ہی نفسوں کے خلاف گواہی دینے کی نصیحت کرنے کے بعد اس آیت میں قرآن کریم نصیحت کرتا ہے کہ مسلمان تمام لوگوں سے عدل اور احسان کا سلوک کریں چاہے وہ ان کے مخالف اور دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ انصاف کا وہ اعلیٰ معیار ہے جس کی تعلیم اسلام دیتا ہے۔ لیکن اگر موجودہ اسلامی حکومتیں ان تعلیمات پر عمل پیرا نہیں تو یہ ان کا قصور ہے۔ لہٰذا ان حکومتوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے اسلام کو موردالزام ٹھہرانا ناانصافی اور غلط ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں پھر سے کہتا ہوں کہ مغربی دنیا بھی ذمہ داری سے بَری نہیں ہے اور یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ ذاتی مفادات پورے کریں یا غیر جانبدارانہ طور پر ہماری آئندہ نسلوں کے بہتر اور روشن مستقبل کے لئے کام کریں۔ اگر ہر پالیسی کی بنیاد عدل اور انصاف پر ہوگی تو تمام اختلافات جنہوں نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے خودبخود بغیر کسی فساد، خون ریزی اور ظلم کا رستہ اپنائے حل ہوجائیں گے۔ اگر ہم حقیقت میں امن چاہتے ہیں تو ہمیں عدل سے کام لینا ہوگا۔ ہمیں عدل و انصاف کو اہمیت دینا ہوگی۔ جیسا کہ اسلام کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں دوسروں کے لئے وہی پسند کرنا چاہئے جو اپنے لئے پسند کریں۔ ہمیں دوسروں کے حقوق کی پاسداری کے لئے بھی ویسا ہی عزم اور جوش دکھانا چاہئے جیسا کہ ہم اپنے لئے دکھاتے ہیں۔ ہمیں اپنی سوچ کو بلند کرنا چاہئے اور اپنے فائدہ کی بجائے صرف وہی دیکھنا چاہئے جو دنیا کے لئے اچھا ہے۔ اس دور میں امن قائم کرنے کے یہی ذرائع ہیں۔

خطاب کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں دل کی گہرائیوں سے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ تمام فریقوں اور تمام قوموں کو فہم و فراست عطاء کرے تا وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے بے غرض ہوکر مل جل کر کام کرنے والے ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔